گرونانک، سکھ مت اور اسلام

ڈاکٹر غلام علی خان *

باہر سے آنے والے مسلمان جس تہذیب وتمدن کے نمائندہ تھے۔ وہ اپنے بنیادی عناصر اقدار، نصب العین اور عزائم کے لحاظ سے قدیم ہندوستانی تہذیب سے بالکل مختلف تھی۔ پھر سیاسی شان وشوکت اور اقتدار نے ان میں خود اعتمادی اور قوت پیدا کر دی تھی جس کے سبب وہ ہندوستان کے تہذیبی ماحول میں بہ آسانی اپنے تشخص کو برقرار رکھ سکے۔ لیکن ہندوستانی تہذیب، اسلامی تہذیب کے اس ناقابل ہضم عنصر کے ہاتھوں شدید تشنج اور کشاکش کا شکار رہی۔ مذہبی اور فکری سطح پر اسلامی تہذیب نے ہندو تمدن کے لیے جو چیلنج پیش کیا اس کا نتیجہ اس مذہبی تحریک کی شکل میں ظاہر ہوا جس نے بھگتی کی ایک مخصوص صورت میں عہد وسطی کے سارے ہندوستانی معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

بھگتی تحریک سے متعلق تقریباً تمام ہندو سنتوں نے اس تعلیم پر زور دیا کہ ذات خداوندی کا عرفان انسان کے اپنے جذبہ اخلاص اور خدا سے قلبی تعلق پر مبنی ہے نہ کہ مذہبی اعمال اور رسومات کی درست ادائیگی پر چنانچہ ان سنتوں نے خود اپنی زندگی میں عملی طور سے اور اپنی تعلیمات میں عشق حقیقی کو سچی مذہبیت کا حاصل قرار دیا۔ ساتھ ساتھ انھوں نے ہندوستان میں اس وقت رائج دو بڑے مذاہب یعنی ہندومت اور اسلام کی ظاہری رسومات کی عدم معنویت پر زور دینے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔

ہندو روایات سے متعلق مذہبی احکام مثلاً تیرتھ یاترا اور پوجا کی رسوم۔ اور اسلام کے شرعی احکام کی جگہ ان سنتوں نے مسلک عشق کی خصوصیات مثلاً بے نفسی، ایثار، ہمدردی خدمت خلق، خاکساری وغیرہ کو نمایاں کرنے کی کوشش کی [1]

ان کا گمان تھا کہ ان ظاہری رسومات اور فقہی احکامات نے ہندو مسلم کے درمیان خلیج پیدا

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، ادارہ علوم اسلامیہ جامعہ پنجاب، لاہور۔

کر رکھی ہے اور باہم تہذیبی کشمکش بھی اسی سبب سے ہے۔ چنانچہ بھگتی کے اس مخصوص مشرب اور ماحول میں جو ہندوستانی معاشرے پر گہرے اثرات مرتب کر رہا تھا سکھ مت کے بانی گرو نانک نے آنکھیں کھولیں اور اپنے مذہبی احساس کی شدت اور عشقِ حقیقی کے ذاتی تجربہ پر سکھ مت کی بنیاد رکھی۔
سکھ مت کے بانی کا نام نانک چند ولد کلیان چند عرف مہتہ کالو، مذہب ہندو ذات کھتری، گوت بیدی والدہ کا نام تریتا دیوی، دایہ دولتان، ہمشیرہ نانکی بیوی سلکھنی دیوی عرف چندورانی تھے۔ ۲
پروفیسر رام سروپ لکھتے ہیں کہ لاہور کے پاس ضلع شیخوپورہ کے ایک ممتاز گاؤں موضع ''تلونڈی'' المعروف ننکانہ صاحب کے ایک معزز بیدی گھرانے میں گورونانک کا جنم ہوا۔ ۳

گرونانک کی تربیت اور اٹھان

گرونانک کی ولادت بہلول لودھی کے عہد حکومت میں ۱۵ اپریل ۱۴۶۹ء کو ہوئی۔ بابانانک کے والد مہتہ کالو کو پیشے کے اعتبار سے محصل منیم، دھڑئی (وزن کرنے والا) دکاندار اور پٹواری بیان کیا گیا ہے۔ جو کہ تلونڈی (رائے بھوئے) کے راجپوت مسلمان زمیندار رائے بلار کے ہاں ملازم تھے۔
وہ خدا دوست درویشوں کی خدمت اپنا فریضہ تصور کرتا تھا اور نانک سے عہد طفلی ہی سے پیار اور شفقت سے پیش آتا تھا اور جب نانک نے درویشی اور خدادوستی اختیار کی تو رائے بلار کے دل میں بابا کی عقیدت بڑھ گئی اور اس خاندان کے دکھ سکھ میں اس نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اب بھی نانک کے یوم ولادت پر جب ننکانہ میں جلوس نکلتا ہے تو سکھوں کی طرف سے اس جلوس کی قیادت کے لیے رائے بلار کے گھرانے کے افراد کو شرکت کی دعوت دی جاتی ہے ۴

گرونانک کی ابتدائی تعلیم

مشہور مورخ گیانی گیان سنگھ لکھتے ہیں۔ '' کالو چند نے آپ کو ہندی پڑھنے کے واسطے'' گوپال پنڈت''، سنکرت کے لیے برج ناتھ کے پاس بھجا اور علم فارسی کی تحصیل کے لیے میاں قطب الدین کے پاس بھیجا ۵
جبکہ غلام حسین مصنف سیر المتاخرین کے مطابق اسی عالم کا نام'' سید حسن'' تھا جس نے

نانک کو ہونہار دیکھ کر اسلام کے مستند عقائد سے واقفیت حاصل کروادی۔ان کے زیر اثر گورو نانک نے پنجابی کے محاورے، مادری زبان میں ''بانی'' بنانی شروع کر دی تھی۔ ۶

اگر چہ گورو نانک نے مکتب سے کچھ زیادہ تعلیم حاصل نہیں کی تاہم عفوان شباب ہی سے وہ مراقبے اور گہرے غور وفکر میں مستغرق رہتے تھے۔قدرت نے انھیں فطرت سلیم سے بہرہ مند کیا ہوا تھا وہ ہر قسم کے دنیوی مشاغل کے بارے میں بے دلی کا اظہار کرتے تھے چنانچہ ان کے والد نے بڑی مشکل سے انھیں سلطان پور (کپورتھلہ بھارت) میں نواب دولت خان لودھی حاکم صوبہ کی ملازمت اختیار کر نے پر آمادہ کر لیا نواب نے انھیں اپنے گھر کے ساز وسامان کا محافظ مقرر کیا ۷

سلطان پور میں ملازت کے دوران جس کی مدت آٹھ یا نو سال سے زیادہ نہیں تھی انھوں نے اپنے روحانی ذوق کی تسکین کا سامان مہیا کر رکھا تھا۔اس دور کے ماحول میں بھگتی کے رجحانات کے زیر اثر گرو نانک نے بھی اپنے طور پر ایک خدائے واحد کی پرستش اختیار کر رکھی تھی چونکہ وہ خود بہت حساس طبعیت کے مالک تھے اور شعر کہنے پر قدرت رکھتے تھے اس لیے وہ اپنی روحانی کیفیت کے دوران خدائے واحد کی حمد وثناء اور عشق حقیقی میں ڈوبے ہوئے اشعار مرتب کرتے تھے۔ان کا معمول تھا کہ وہ صبح سویرے اٹھ کر اپنے بچپن کے ساتھی مردانہ (جو کہ مسلمان اور ذات کا میراثی تھا اور رُباب بہت اچھی بجاتا تھا) کے ساتھ شہر کے پاس بین ندی کے کنارے پہنچ جاتے تھے۔

ندی میں غسل کرنے کے بعد گورو نانک ندی کنارے بیٹھ جاتے اور دن چڑھنے تک خدا کی حمد وثناء اپنے اشعار ''کیرتن'' (سماع مع مزامیر) کی شکل میں کرتے رہتے تھے۔جبکہ مردانہ اپنے رباب کی موسیقی سے ان کا ساتھ دیتا تھا۔اسی طرح شام کو بھی روزمرہ کے معمولات سے فراغت پا کر رات گئے تک یادالہیٰ کی محفل جمتی، جن میں اکثر کچھ دوسرے عقیدت مند بھی شامل ہو جاتے تھے مختلف قسم کے روحانی تجربات سے گزرتے گزرتے بلآخر ان کی زندگی میں وہ منزل بھی آئی جب تمام ذمہ داریوں اور لوگوں سے قطع تعلق کر کے جنگل میں گوشہ نشین اور یادالہیٰ میں ہمہ تن مشغول ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد انھوں نے شہر کا رخ کیا مگر یہ محض عزیزوں اور دوستوں سے رخصت ہونے کے لیے تھا جس کے بعد ان کا ارادہ اکناف عالم میں گھوم پھر کر ذکر الہیٰ کو عام کرنا تھا۔اس وقت سے گرو نانک کی

سیاحت کا دور شروع ہوتا ہے جو تین مختصر وقفوں کے ساتھ ۲۵ سال پر محیط ہے

۱۵۱۷ سے ۱۵۲۱ کے درمیان گرونانک صاحب نے سعودی عرب عراق، ایران اور وسط ایشیا تک سفر کیا اس سفر کے دوران انھوں نے ایک حاجی اور مسلم فقیر جیسا لباس اختیار کر رکھا تھا۔

مشہور آریہ سماجی سر گوکل چند نارنگ نے لکھا ہے کہ " انہوں نے مسلمان حاجیوں کا آسمانی لباس پہنا فقر کا عصا اپنے ہاتھ میں لیا اور اپنی مناجاتوں کے مجموعے کو بغل میں دبایا۔ انہوں نے اپنے ساتھ متقی مسلمانوں کے انداز میں ایک لوٹا اور نماز کے لیے مصلیٰ لیا جس پر نماز ادا کر سکیں اور جب وقت ہوا تو انہوں نے دیگر کٹر مسلمانوں کی طرح جو پیغمبر عربی کے پیرو ہیں نماز کے لیے اذان کہی۔ ۹ چوتھے سفر سے واپسی آکر گرونانک نے اپنا سیاحت کا دور ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اپنے آباد کردہ گاؤں جس کا نام انہوں نے " کرتار پور " رکھا تھا اپنا ایک مستقل مستقر بنا کر بس گئے اور گزر بسر کے لیے کھیتی باڑی کا پیشہ اختیار کر لیا۔

عمر کے آخری دور میں ان کی شہرت بحیثیت ایک بزرگ شخصیت کے دور دور تک پہنچ چکی تھی کرتار پور میں ان کا ڈیرہ ایک روحانی مرکز کی حیثیت اختیار کرتا جا رہا تھا۔ دور و نزدیک سے ان کے معتقدین کرتا دیور میں ان کی زیارت اور روحانی تعلیمات سے فیض یاب ہونے کے لیے کھنچے چلے آتے تھے۔

روزانہ صبح و شام کو " کیرتن " (سماع مع مزامیر) کی محفل ہوتی تھی جس میں گرونانک کا پر اثر کلام پڑھا جاتا تھا۔ کھانے کے اوقات میں تمام حاضرین مع اہل خانہ ایک اجتماعی لنگر میں بلا تفریق ذات پات اور بلا امتیاز مذہب و ملت اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ نئے آنے والے اور پرانے معتقدین یا امیر و غریب میں کوئی امتیاز نہیں برتا جاتا تھا۔ دن کا وقت کھیتوں میں محنت کرنے میں گزر جاتا تھا جس سے ایمانداری کی روزی کمانے کا سبق تمام معتقدین کے دل پر نقش ہو جاتا تھا۔

بقول عماد الحسن آزاد فاروقی یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ گرونانک صاحب نے اپنی زندگی میں دانستہ کسی مذہبی جماعت کی تنظیم کی کوشش کی وہ تو عشق الٰہی کے نشہ میں سرشار ایک روحانی شخصیت تھے جنہوں نے اپنی طلب و جستجو کے نتیجہ میں خدائے واحد کو پا لیا تھا جیسا کہ ان کے کلام سے ظاہر ہے وہ تمام عمر اس کی حمد و ثناء اور محبت الٰہی کی راہ کے سفر میں معاون نیکیوں اور خوبیوں کے گن گاتے رہے یہ

اور بات ہے کہ ان کے اعلیٰ روحانی مقام اور اخلاص سے متاثر ہو کر ان کے گرد عقیدت مندوں کا ایک حلقہ قائم ہو گیا تھا جیسا کہ اس وقت کے ہندوستان کے مذہبی ماحول کو دیکھتے ہوئے کچھ بعید نہ تھا۔ البتہ ایک چیز جس نے گرونانک صاحب کے سلسلہ کو قائم رکھا اور بعد میں سکھوں کے بحیثیت ایک مذہبی جماعت کے ارتقاء میں معاون ثابت ہوئی وہ گرونانک صاحب کا اپنی روحانی تعلیم کے تسلسل کو باقی رکھنے کے لیے اپنے دوران حیات ہی ایک جانشین کا انتخاب تھا، اگر گرونانک یہ انتظام نہ کرتے تو گمان غالب ہے کہ اس عہد کے ہندوستان میں پیدا ہونے والی متعدد بھگتی سے متعلق روحانی شخصیتوں کی طرح ان کے براہ راست اثرات بھی ان کی زندگی ہی تک محدود رہتے [10]

زندگی کے آخری ایام میں گولڈن ٹمپل امرتسر کی بنیاد ایک مسلمان صوفی حضرت میاں میرؒ سے رکھوائی اور لہنا کو اپنا انگد (وجود کا حصہ) قرار دے کر اپنا جانشین مقرر کرنے کے کوئی بیس دن بعد ۲۲ ستمبر ۱۵۳۹ کو گرونانک ضلع سیالکوٹ کی تحصیل نارووال کے گاؤں کرتارپور میں دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ [11]

صلح کل کا نظریہ

نانک اپنے پیش رو کبیر * کے مسلک اور مشن کو کسی حد تک لیکر آگے چلے [12] جسکی شخصیت وحقیقت افسانوی روایات کے نیچے دبی ہوئی ہے۔ کبیر چونکہ ہندو مسلم کو یکساں مخاطب کرتا ہے اس لیے خدا کے لئے رام، ہری، گوبند، برہمہ، سائیں اللہ، رحمان اور رحیم کے الفاظ بے تکلف استعمال کرتا ہے۔ اور یوگ وتصوف کی اصطلاحات بھی استعمال کرتا ہے۔

بقول ڈاکٹر تاراچند ’’بہر حال اس نے دونوں مذاہب کے مشترک عناصر اور باہمی مشابہتوں کا انتخاب کیا اور اس نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے فلسفیانہ تصورات تصورات، ارغانی اصول اور شعائر مذہب کے مابین بہت سی مماثلتیں پائیں اور ایک درمیانی راہ کی تعلیم دی وہ ایسے مذہب عشق کا علمبردار تھا جو جملہ مذاہب کو ایک ہی مسلک میں منسلک کر دے یعنی صرف معرفت الٰہی۔ [13]

گرونانک نے بھی مختلف چشمہ ہائے فکر سے اپنی پیاس بجھائی کبیر کی طرح انہوں نے بھی ہندو اور مسلمانوں کو متحد کرنا چاہا جس کا ایک ہی طریقہ تھا کہ ان دونوں کو ایک خدا کی توحید اور معرفت پر جمع کیا

جاے اوران مذہبی تفصیلات سے اجتناب کیا جائے جن سے اختلافات پیدا ہوتے ہیں۔نانک نے بھی خدا کو یاد کرنے کے لیے مختلف نام استعمال کیے ہیں جن میں سے کچھ ہندوستانی روایت سے ماخوذ ہیں مثلاً ہری، گوبند، موہن، الکھ، اگم وغیرہ اور کچھ مسلم روایت سے متعلق ہیں جیسے اللہ، خدا، رحیم کریم اور رب وغیرہ [۱۴]

نانک نے اپنے کلام میں اکثر مقامات پر رسول اکرم کی مدح وثناء کی بقول ڈاکٹر تاراچند، ''یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ نانک نے پیغمبر اسلام کو اپنا اسوۃ حیات بنایا اور اس کی تعلیمات قدرتاً اس حقیقت میں گہری رنگی ہوئی ہیں۔ [۱۵]

یہی وجہ ہے کہ بہت سے مسلمان نہایت یقین کے ساتھ دعویٰ کرتے ہیں کہ گرونانک مسلمان تھے اور صوفیاء اولیاء کی محبت نے ان کو تصوف کا پیکر بنادیا تھا اور اسی تصوف کے سائے میں وہ ہندو مسلمان کو بھائی بھائی بن کر رہنے کی تلقین کرتے تھے۔

سر گوکل چند نارنگ لکھتے ہیں۔''اس کا فوراً اقرار کرنا چاہیے کہ سکھ مذہب کے وجود سے اسلام کا کسی نہ کسی قسم کا تعلق ہے۔واقعہ تو یہ ہے کہ اگر اسلام ہندوستان کی حدود میں داخل نہ ہوتا تو یہاں سکھ مذہب نہ ہوتا یا موجودہ صورت میں نہ ظاہر ہوتا۔ [۱۶]

گروگرنتھ صاحب

سکھوں کی مذہبی کتاب ''گروگرنتھ صاحب'' کوسکھوں نے آج جو مقام دے دیا ہے یا دینے کی کوشش کی ہے یہ صرف دوسرے مذاہب وادیان کی کتابوں کو جو مقام ان کے ماننے والوں کے ہاں انہیں ملا انہیں دیکھا دیکھی ''گروگرنتھ'' کو بھی وہ مقام دے دیا ہے حقیقت یہ ہے کہ الہامی مذاہب میں تورات، زبور، انجیل اور قرآن مجید جو براہ راست منی بروحی ہونے کی نہ صرف دعویدار ہیں بلکہ ان کتب کی بنیاد اور پس منظر میں ایک طویل اور مضبوط روایات کا سلسلہ ہے جنھیں کسی بھی کسوٹی پر پرکھا جاسکتا ہے لیکن گرنتھ کا معاملہ ان سے بالکل مختلف ہے۔

گرونانک ایک غیر نبی اور فقط مصلح اور صلح کل کے علمبردار تھے انہوں نے وحی والہام کا دعویٰ نہیں کیا اگر وہ کرتے تب بھی اسے وحی الہام کے ماننے والوں کی دنیا میں پذیرائی نہ ملتی تو ان کی طرف منسوب

ان کی شاعری اور کلام کو کیسے الہامی قرار دیا جا سکتا ہے۔

* کبیر کے معاصرین کی طرح عصر حاضر کے علماء میں بھی یہ اختلاف رائے موجود ہے کہ وہ ان دو متخالف مذہبوں میں سے کس کا پیرو تھا۔ مثلاً

انہیں ہندو. Essay on the Religion of the Hindu, London. 1862

H.H. Wilson قرار دیتا ہے دیکھئے

انہیں مسلمان قرار دیتے ہیں۔ دیکھئے ان کی کتاب kabir and the kabir Panth

G.H. West Cott اور P.P. 69-74 kanpur, 1907 P.29

احمد عبداللہ المسدوسی لکھتے ہیں۔ ''گرونانک نے اپنے فرقہ کے لیئے مذہبی نظمیں اور مناجاتیں چھوڑی تھیں جن کو سکھوں نے بڑی احتیاط سے محفوظ رکھا۔ دوسرے گرو نے گورمکھی (پنجابی) رسم الخط ایجاد کیا پانچویں گرو نے ان سب کو جمع کر کے ایک کتاب بنادی جس میں کبیر اور دیگر پندرہ رہنماؤں کے اقوال اور گیت شامل میں یہ آدی یا اصلی گرنتھ کہلاتی ہے۔

دسویں گرو نے اس میں بہت سا نیا اضافہ کیا۔ مرنے سے پہلے دسویں گرو نے سکھوں سے کہا کہ اب وہ نیا گرو مقرر نہ کریں بلکہ گرنتھ کو اپنا گرو قرار دیں اس وقت سے یہ مقدس کتاب یعنی گرنتھ صاحب سکھ فرقہ کا مرکز اور روحانی سرچشمہ ہے۔ ١٧

ڈاکٹر گوپال سنگھ نے جو گرنتھ کے ماہر اور عالم ہیں گرنتھ کے مضامین کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اس میں شامل مسلمان صوفیاء کے 937 اقوال کا خود اقرار کیا ہے۔ ١٨ اور یہ ایک ایسا سوال ہے کہ وہ مسلمان صوفیاء کا کلام جسے مسلمانوں کے ہاں تیسرے اور چوتھے درجہ کے دینی لٹریچر کی حیثیت بھی حاصل نہیں اسے سکھوں کے مذہبی لٹریچر میں کیونکر مقام الہام حاصل ہو سکتا ہے۔

ابوالامان امرتسری نے سکھ گروؤں کے علاوہ مندرجہ ذیل نام لکھے ہیں۔

١۔ کبیر ٢۔ فرید ٣۔ نام دیو ٤۔ دھنا ٥۔ سین ٦۔ پیپا ٧۔ مروی داس ٨۔ پرمانند ٩۔ میراں بائی ١٠۔ بینور داس ١١۔ بنی ١٢۔ تری لوچن ١٣۔ رامانند ١٤۔ سترہ بھاٹ ١٥۔ ستا ١٦۔ بلونڈ ١٧۔ سندد ١٨۔ جمال ١٩۔ پتنگ ٢٠۔ سمن موہن ٢١۔ الیشر ٢٢۔ گورکو ٢٣۔ بھرتری

۲۴۔گولی چند۲۵۔عالم

یعنی کل 151 اشخاص کا کلام گرنتھ صاحب میں درج ہے۔ پنڈت تاراسنگھ نے 148 جبکہ پنڈت منشی رام شرمانے بھی 148 اشخاص کا کلام تسلیم کیا ہے۔ [۱۹] ڈاکٹر گوپال سنگھ نے گرنتھ کا خاکہ یوں بیان کیا ہے۔

۱۔	کل مناجات	5394	
۲۔	کل صفحات	1430	
۳۔	گرونانک کا کلام	976	
۴۔	گروارجن کا کلام	2216	
۵۔	گروتیغ بہادر کا کلام	118	
۶۔	بھگت اور مسلمان صوفیاء	937	[۲۰]

علاوہ ازیں گوروگرنتھ صاحب میں 21 راگ بھی ہیں۔ [۲۱]

سکھ مت کی چند رسومات

سکھ مذہب چونکہ ہندومت سے نکلا تھا اور اسلامی اثرات کو قبول کرتا ہوا ایک نیا مذہب بننے جا رہا تھا اسلئے سکھ گوروؤں نے سکھ قومیت کی تشکیل اور اس کے تشخص کی حفاظت کے لیے کچھ ایسی رسومات کو رواج دیا جس سے وہ ایک الگ قوم کی حیثیت سے جانے جائیں ان میں سے کچھ کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

۱۔سکھ دھرم کے پانچ لوازمات

سکھ مذہب میں سکھ کی تعریف یہ بیان کی جاتی ہے کہ جو پانچ ککوں کیس (لمبے بال) کنگھا، کڑا، کچھا (انڈرویئر جانگیہ) اور کرپان (خنجر) کو رکھتا ہو۔ان ککوں کے بغیر کوئی شخص مکمل سکھ نہیں ہوسکتا جو سکھ ان پانچ چیزوں کا اہتمام چھوڑ دے اسے ''من مکھ'' کہا جاتا ہے۔ [۲۲]

نام رکھنے کی رسم

سکھ معاشرے میں ہر نومولود بچہ بچی کی پیدائش کو عطیہ خداوندی سمجھا جاتا ہے۔اور دونوں

کی پیدائش کو مساوی طور پر خوش آمدید کہا جاتا ہے۔ جب کسی عورت کو بچہ کی امید ہو جاتی ہے تو بقیہ خاندان شکر خداوندی بجالانے کیلئے گردوارہ میں جاتا ہے ولادت پر گرنتھی (گرنتھ پڑھنے والا) ''جپ جی'' کے پہلے پانچ شبد پڑھتا ہے۔ اور امرت ۔۔ کو کرپان سے ہلاتا ہے۔ پھر وہ کرپان کے سرے کو امرت میں ڈالتا ہے اور بچہ ۔۔ بان کو اس سے چھوتا ہے بقیہ پانی بچہ کی ماں پیتی ہے۔ اب گرنتھ صاحب کو اچانک کہیں سے کھولا جاتا ہے اور بچہ کے والدین کو بائیں طرف کے صفحہ کا پہلا حرف پڑھایا جاتا ہے۔ پھر وہ اس نام کا فیصلہ کرتے ہیں جو اس حرف سے شروع ہوتا ہے یوں گرنتھی ۔ نام کی تشہیر کر دیتا ہے۔ یہ رسم ولادت سے تیرھویں دن ادا کی جاتی ہے۔

پھر بچہ کو کڑا پہنایا جاتا ہے۔ بزرگوں اور گوروؤں کے نام پر نام نہیں رکھا جاتا۔ لیکن ہر لڑکے کے نام کے ساتھ لفظ سنگھ (شیر) اور لڑکی کے نام کے ساتھ لفظ کور (شہزادی) کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ جو سکھوں کے دسویں گرد گوبند سنگھ نے کیا تھا آخر میں دعا (ارداس) اور کڑا پرشاد کے ساتھ رسم کا اختتام ہوتا ہے۔ ۲۳

سکھ بنانے کا طریقہ

کسی شخص کو سکھ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ سکھ قوم کے پانچ آدمی جمع ہوتے ہیں اور ان کے روبرو شربت بنایا جاتا ہے اور جو شخص سکھ بننا چاہتا ہے وہ ان کے روبرو حاضر رہتا ہے جب شربت جس کو امرت کہتے ہیں تیار ہو جاتا ہے تو اول پانچ پوڑی (جپ جی) ان پانچوں میں سے ہر شخص پڑھتا ہے۔ اس کے بعد اس شربت میں وہ شخص جو سکھ بنا تا ہے اپنے پاؤں کے انگوٹھے کو دھوتا ہے اور پھر اس شخص سے جو سکھ بننا چاہتا ہے ایک پوڑی مندرجہ ذیل کہلاتا ہے۔

ایک اونسکار ست نام کرتا پھر کھ نربھو نرویر

اکال مورت اجونی سے بھنگ گر پرساد

ترجمہ: خدا ایک ہے جس کا نام سچا ہے جو دنیا کا خالق ہے جس کو کسی کا ڈر نہیں اور اسے نہ ہی کسی سے دشمنی جو ازلی و ابدی ہے قائم بالذات ہے اور وہ جینے مرنے کے چکر سے بالاتر ہے۔

جب ایک مرتبہ اس کو کہہ لیتا ہے تو اس کو امرت دیا جاتا ہے اس کے بعد اسی طرح پر دو مرتبہ وہ اس

پوڑی کو پڑھتا ہے اور دونوں مرتبہ اسی کو وہی امرت دیا جاتا ہے جب یہ رسم ختم ہو جاتی ہے تو وہ زمرہ سکھوں میں داخل ہو جاتا ہے۔اس رسم کو ''چرن پاھل'' یا ''گور چھا'' کہتے ہیں

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ بعض اشخاص امرت میں انگوٹھا نہیں دھوتے بلکہ گرنتھ صاحب کے رومال کا کونہ دھوتے ہیں۔

جو شخص اپنے ہاتھ سے امرت دیتا ہے اور پوڑی گور منتر کا پہلے پہل ورد کرواتا ہے اسی کا وہ شخص چیلہ یا سکھ کہلاتا ہے نیا سکھ بنتے وقت یہ کلمہ تین مرتبہ کہا جاتا ہے ''واہ گرو کا خالصہ واہ گرو جی کی فتح''

اس رسم کے اختتام پر اس کو پیٹ بھر کر کڑاہ پرشاد کھلایا جاتا ہے جس کو سکھوں کی زبان میں ''پرشاد چکھنا'' کہتے ہیں۔سکھوں کے ہاں پانچ مقامات پر سنگھ بننا افضل سمجھا جاتا ہے۔

۱۔ امرت سر ۲۔ پٹنہ ۳۔ انند پور

۴۔ انچل مکیا ۵۔ وہ مقام جہاں گرنتھ صاحب اور جھنڈا ہو۔ ۲۴

گوردواروں میں عبادت کا تصور

سکھ عبادات سے متعلق تری لوچن سنگھ نے لکھا ہے کہ

''Guru Nank gave a spiritual and religious displine to him initiated followers. The daily prayers of morning , evaning and night. The japji, the rahiras, The kirtan were fixed. ۲۵

گوردواروں میں عبادت میں مسلم عبادت کی مشابہت اختیار کی جاتی ہے۔مثلاً سکھ حسب معمول شام گوردواروں میں جمع ہوتے ہیں کورم (لازمی تعداد) کی ضرورت نہیں ہوتی۔

گوددوارہ جانے سے پہلے تمام سکھ غسل کرتے ہیں اور داخلے کے بعد سر جھکائے رکھتے ہیں۔ گوردوارہ کی سیڑھیاں چڑھنے سے پہلے گوردوارہ میں موجود جھنڈے کو چھوتے ہیں اور اپنے ہاتھ سے سیڑھیاں چھوتے ہیں اور ہاتھوں کو پیشانیوں پر لگاتے ہیں سیڑھیاں چڑھنے سے پہلے جوتے اتار دیتے ہیں۔

گردوارہ میں پانی کے لیے تالاب موجود ہوتا ہے عورت اور مرد وہاں منہ ہاتھ دھو کر اپنے سروں کو

ڈھانپ لیتے ہیں پھراس چبوترے پر پہنچتے ہیں جہاں گروگرنتھ صاحب رکھا ہوتا ہے یہاں تمام سکھ یا تری جھکتے ہیں۔اور لنگر کے لیے حسب توفیق چندہ دیتے ہیں۔مرد اور عورتیں جدا جدا بیٹھتے ہیں۔

گردوارہ میں موجود کسی آدمی یا عورت کے گرنتھ پڑھنے سے عبادت شروع ہو جاتی ہے۔ عورت بھی عبادت کرنے میں سربراہی کے فرائض سرانجام دے سکتی ہے۔عام طور پر صبح کے وقت ''سکھ منی'' پڑھی جاتی ہےاور شام کے وقت کیرتن (سماع مع مزامیر) پڑھا جاتا ہے

ہارمونیم اور طبلہ عبادت کے لیے جز ولاینفک ہیں عبادت میں گروؤں کے اقوال نظمیں، تشریحات نصیحتیں اور ان کے چیلوں کے مشہور واقعات مع تشریحات پڑھے جاتے ہیں۔ کچھ گردواروں میں اس مقصد کے لیے خاص آدمی ''گرنتھی'' کا تقرر کیا جاتا ہے۔عبادت کے اختتام پر سکھ سنگت دعا کے لیے کھڑی ہوتی ہے(یہ ارداس دعا) (گروار جن سنگھ نے مرتب کی تھی جو سکھوں کے پانچویں گرو تھے)اور سب سے آخر میں کڑاہ پرشاد تقسیم ہوتا ہے۔ ۲۶

سری اکھنڈ پاٹھ

جسطرح برصغیر میں مسلمانوں میں عام طور پر رمضان المبارک کی 27ویں شب قرآن کریم ایک ہی رات میں ختم کیا جاتا ہے جسے شبینہ کہا جاتا ہے۔اسی طرح سکھ بھی اپنی مذہبی کتاب گرنتھ کو دو دن اور رات لگا کر پڑھتے اور ختم کرتے ہیں۔جسے ''سری اکھنڈ پاٹھ'' کا نام دیا جاتا ہے۔ ۲۷

لنگر کی تقسیم

لنگر کو سکھ مذہب میں بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔اس کا باقاعدہ آغاز سکھ مذہب کے بانی گرونانک نے کیا تھا اس میں ہر قسم کے لوگ شریک ہوتے تھے اور لنگر کے انتظام کے لیے حاکم ننکانہ رائے بلار نے گرونانک کو بہت ساری زمین دی تھی۔ جو آج بھی ننکانہ میں ساڑھے سات سو مربع زیر کاشت ہے اور اس کی آمدنی گردوارہ کے لیے وقف ہے۔

سکھوں کے ہر گوردوارہ میں لنگر کا انتظام ہوگا۔سکھ گھرانوں یں لنگر ایک متبرک ومقدس فرض سمجھا جاتا ہے اور یہ عبادت کا حصہ ہے۔

نام سمرن یا ذکر الٰہی[1]

مسلمانوں کی تسبیح کی طرز پر سکھ موتیوں کی مالا ہاتھ میں رکھتے ہیں اور اس پر خدا کا ذکر ''واہ گروُ'' یا دیگر الفاظ کے ذریعے کرتے رہتے ہیں۔ اسے نام سمرن کہا جاتا ہے۔

مسلم حکمرانوں کی طرف سے گوردواروں کے لیے جاگیریں اور مراعات

سکھ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ مسلمان حاکموں اور بادشاہوں نے اپنے عہد حکومت میں سکھ گرو صاحبان کی خدمت میں سینکڑوں اور ہزاروں ایکٹر کی جاگیریں علاوہ نقد و جنس کے پیش کیں۔ ان جاگیروں کا بیشتر حصہ آج تک سکھ گردواروں کے نام پر چلا آرہا ہے۔ مسلمان بادشاہوں کی اس قسم کی رواداری ایک نہایت عمدہ اور شاندار مثال ہے۔ دنیا کی تاریخ سے ہمیں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کسی قوم کی حکومت نے غیر قوم اور غیر مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو اتنی جاگیریں عطا کی ہوں جتنی کہ مسلمان بادشاہوں نے سکھ گرو صاحبان یا سکھ گردواروں کی نذر کی ہیں۔ اس کے باوجود کچھ سکھ مورخین کی طرف سے عہد اسلامی کو بدنام کرنے کی مذموم کوششیں کی گئی ہیں۔ ذیل میں اختصاراً ایک جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

رائے بلار حاکم ننکانہ کی طرف سے دی گئی جاگیریں

۱۔ ننکانہ صاحب کا تمام رقبہ گردوارہ کی ملکیت ہے۔

۲۔ گوردوارہ، بال لیلا'' کے لیے 120 مربع زمین اور 31 روپے سالانہ مقرر کیے تھے۔

۳۔ گوردوارہ، مال جی صاحب''۔ 190 مربع زمین اور 50 روپے سالانہ رائے بلار کے وقت سے مقرر ہے۔

۴۔ گوردوارہ، کیارہ صاحب، اس کے ساتھ 45 مربع زمین مقرر ہے۔

۵۔ ایک مرتبہ گرو نانک اپنے گاؤں آئے آپ نے ذکر کیا کہ یہاں پر تالاب کوئی نہیں ہے تو رائے بلار نے گرو کی اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے فوراً ''نانک سر'' کے نام پر ایک تالاب بنا دیا۔

اکبر کی طرف سے جاگیریں

سکھ تاریخ میں مذکور ہے کہ اکبر بادشاہ سکھ گروصاحبان سے نہایت محبت بھرا سلوک کرتا تھا چنانچہ ایک مرتبہ گروامرداس سے ملنے کے لیے آیا تو اس نے 84 گاؤں کی جاگیریں گروصاحب کی نذر کیں مشہور مؤرخ گیان سنگھ گیانی لکھتے ہیں۔

''۱۶۳۳ بکرمی کو جب اکبر بادشاہ لاہور کو گیا تو گروامرداس کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سن کر زیارت کو آیا اور موضع سلطان ونڈ کی زمین کو گورو چک کے ساتھ شامل کر کے ان کی سند معافی لکھ دی اور موضع مذکور کی زمین کا قطع بالکل علیحدہ کر دیا۔ ۳۰

جہانگیر کی طرف سے زمینیں

سردار کاہن سنگھ صاحب نابھہ تحریر فرماتے ہیں کہ ''اکبر کے زمانہ میں شہزادہ سلیم (جہانگیر) نے اس کی معافی کا پٹہ دھرم شالا کرتار پور کے نام ۱۶۵۵ بکرمی میں دیا تھا۔ جس میں رقبہ ۱۸۹۶۴ ایکٹر ۷ کنال اور ۱۵ مرلہ درج ہے'' ۳۱

انگریز مؤرخ Max Arthur Macauliffe رقمطراز ہیں کہ ایک مرتبہ جہانگیر گروہرگوبند کے ہمراہ امرتسر آیا اور خواہش ظاہر کی کہ میں تمام گوردواروں کو مکمل کروانے کے کل اخراجات ادا کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ ''بادشاہ نے کڑاہ تیار کرایا اور کہا کہ آپ ہر گوردوارہ کو مکمل کروالیں میں اس کے تمام اخراجات ادا کرونگا''۔ ۳۲

اس علاوہ سکھ تاریخ میں یہ بھی مرقوم ہے کہ جب گروہرگوبند کے دشمنوں نے آپ کے خلاف جہانگیر کے پاس رپورٹ کی اور اس نے آپ کو دربار میں طلب کیا تو بقول گیان سنگھ گیانی ''بجائے اظہار خفگی کے ان کے ساتھ بہایت اخلاق سے پیش آیا بلکہ پانچ روپے یومیہ ان کے خرچ کے واسطے مقرر کر کے انہیں رخصت کیا'' ۳۳

اورنگ زیب عالمگیر کی طرف سے مراعات

اورنگ زیب نے گروہرگوبند کے پچھلے سرشتے کے مطابق اڑھائی سو رسد اور پانچ سو نقد روزینہ ملنے کا حکم دیا اور چوبدار خدمت میں مقرر کر دئے گئے اور جملہ اشیاء بھیج دی گئیں'' مزید یہ کہ

نواب کریم بخش اور نواب رحیم بخش صاحبان نے بھی دو باغ اور ایک گاؤں گرو تیغ بہادر کی نذر کیئے تھے۔ ۳۴ے

بہادر شاہ ظفر کی طرف سے مراعات

بہادر شاہ نے اپنی حکومت کے ابتدائی ایام میں وزیر خان کے نام فرمان جاری کیا تھا کہ گرو صاحب کو تین سو روپیہ دیا جائے۔

نظام حیدر آباد کی طرف سے جاگیر

نظام حیدر آباد کی ریاست میں نا ندیر ایک قصبہ ہے اس میں گرو گوبند سنگھ کی وفات ہوئی تھی اور ان کی آخری یادگار ''گردوارہ حضور صاحب'' کے نام پر موسوم ہے۔ ان کے علاوہ نگینہ گھاٹ، ہیرا گھاٹ میں بھی بہت سے گردوارے ہیں ان کے ساتھ نظام حیدر آباد کی طرف سے جاگیر چلی آرہی ہے اور آج بھی قائم ہے۔

اودھ کے نوابوں کی طرف سے جاگیر

پیلی بھیت (یو۔ پی) میں بھی سکھوں کے بعض گردوارے قائم ہیں ان میں سے مشہور ''نانک متا'' ہے۔ اس گردواے کے ساتھ اودھ کے نوابوں کی عطیہ کردہ جاگیر چلی آرہی ہے۔ ۳۶ے

تعاون اور عنایات کی دیگر بہت سی صورتیں جو ریکارڈ پر نہ آسکیں یا جن کا تذکرہ کتب میں محفوظ ہونے سے رہ گیا وہ اپنی جگہ اہم ہیں۔ پھر سکھ گرو صاحبان اور مغل بادشاہوں کا زمانہ ایک ساتھ چلتا ہے بعض مغل بادشاہ تو ایسے بھی ہوئے ہیں کہ جن کے عہد میں دو دو تین تین سکھ گرو صاحبان گزرے ہیں۔ سکھ تاریخ اس امر پر شاید ہے کہ گرو نانک سے لیکر گرو رام داس تک کسی کو کوئی تکلیف نہیں دی بلکہ انہیں بہ نظر احترام دیکھتے رہے۔

گیان سنگھ گیانی کا یہ بیان بڑا اہم ہے کہ ''ہم یہ نہیں کہتے کہ کل مسلمان بادشاہوں نے ہندوؤں پر ظلم کیا بہت سے ایسے بھی ہوئے ہیں جو نیک مزاج تھے اور ہندوؤں کے ساتھ عمدہ سلوک بھی کرتے رہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو آٹھ سو سال کے اندر ہندوؤں کا نام بھی باقی نہ رہتا ۳۷ے

تاریخ میں کئی موڑ ایسے بھی آئے جب مغل حکمرانوں اور سکھ گوردوں کے درمیان اختلافات حتیٰ کہ کچھ ناخوشگوار واقعات بھی پیش آئے لیکن ان میں کچھ واقعات تو من گھڑت ہیں جنہیں خاص مقاصد کے حصول کے لیے سکھ کتب میں داخل کر دیا گیا تاکہ مسلمان بادشاہوں کو بدنام کر کے سکھوں کو مسلمانوں سے بدظن کیا جائے ورنہ حقیقت میں وہ واقعات اصلیت کے سراسر خلاف ہیں۔اور ایسے غلط واقعات کی تردید سکھ کتب سے ہی ہو جاتی ہے۔

بہر حال ایک محقق کے لیے یہ ضروری ہے کہ اگر اس کے سامنے تاریخ کا مطالعہ کرتے ہوئے کوئی ناخوشگوار واقعہ آئے تو اس کو اس طرف بھی توجہ دینی چاہیے کہ وہ کن حالات میں ظہور پذیر ہوا۔ نیز اس کے اسباب کیا تھے اور حکومت وقت کا اس میں براہ راست کیا تعلق تھا۔

گورونانک نے اپنے عہد کے بھگتی ماحول کے مطابق اس عہد کے دیگر مصلحین کی طرح اصلاح کی کوشش ان سے کہیں زائد طور پر کامیابی سے آگے بڑھائیں جبکہ اپنے پیش روؤں کے مقابلہ میں ایک مت کی تشکیل ان کا کارنامہ ہے۔لیکن سوال یہ ہے کہ کیا گورونانک کو گوہر مطلوب ہاتھ آ گیا یا سکھ مت کے ماننے والوں کو مبنی برالہام ہدایت خداوندی نصیب ہوئی۔

حقیقت یہ ہے کہ ہندومت کی کوکھ سے اسکے خمیر سے اٹھنے والا سکھ مت صرف اسلام کا غازہ مل کر یا سلام کا چربہ اختیار کر کے منشائے خداوندی کو پورا نہیں کر سکتا۔سکھ مت اول و آخر ہندومت ہی کی ترقی یافتہ اصلاحی شکل ہے اور سکھ مت کے پیروکار ترقی کی انتہائی شکل اسلام کو مکمل طور پر اختیار کئے بغیر ہندو اثرات سے نجات اختیار نہیں کر سکتے جب تک پیغمبروں کی لائی ہوئی تعلیمات اور آخری نبی ﷺ کی آخری شریعت پر ایمان لا کر اور اسوۂ حسنہ کو معیار قرار دیکر مکمل طور پر اسلامی شعائر کو اپنا نہیں لیتے محض ذکر الٰہی یا نام سمرن ناکافی رہیں گے۔

یہ نصف کامیابی ہے کہ برصغیر کے اس بتکدے میں معرفت توحید نصیب ہو جائے لیکن توحید کے ساتھ رسالت پر ایمان اور اس کے تقاضے پورا کرنا بھی اخری نجات کے لے انتہائی ضروری ہیں۔

گورونانک صاحب کی شخصیت سازی میں اسلام اور مسلمانوں کا حصہ ہے۔پھر سکھ مت کی تشکیل میں گوروصاحبان بھی اسلامی اثر سے آزاد نہ ہو سکے۔آج ایک غیر جانبدار محقق اگر سکھ مت اور

سکھوں کے احوال کا ناقدانہ جائزہ لے تو اسے درج زیل مشابہتوں اور اسلامی اثرات کے سبب سکھ مت میں اسلامی اثرات نمایاں نظر آئیں گے۔

۱۔ سکھوں کا مسلمانوں کا سا لباس اور پگڑی کا استعمال۔

۲۔ مسلمانوں کی طرز پر داڑھی، تسبیح (مالا) کا اہتمام۔

۳۔ دوران عبادت، وضو کی طرز پر ہاتھ منہ دھونا سر ڈھانپنا، عورتوں کا پردہ کرنا، وغیرہ

۴۔ زکوۃ کی طرز پر اپنی آمدنیوں میں سے سالانہ دسونستھ (دسواں حصہ) کا اجراء

۵۔ گرنتھ کے ساتھ باندازِ قرآن معاملا کرنا۔

اسی اشتباہ کے سبب 9/11 کے واقعات کے بعد امریکہ و یورپ میں سکھوں کو مسلمان سمجھ کر ان پر حملے بھی کیے گئے۔

گوردواروں کے طرز تعمیر میں مساجد کی طرز پر گنبدوں، محرابوں کی نقل کرنا۔

بابا گرونانک صاحب کا یہ قول انکی تصنیفات میں ملتا ہے۔

باجد محمد بھگت اجائین

پہلا نام خدادا دوجا نام رسول تیجا کلمہ

پڑھ لے نانکا جو درگہ پویں قبول۔ ۳۸

ترجمہ: بدون متابعت ﷺ کے عبادت ضائع ہے لہذا پہلا حکم خدا کا نام لینا دوسرا رسول پر ایمان اور تیسرا کلمہ پڑھنا تا کہ بارگاہ ایزدی میں قبولیت ہو۔

اگر یہ قول واقعی بابا گرونانک صاحب کا ہے تو پھر سکھ مت کے پیروکاروں کو حقیقت تسلیم کرنے اور گرو کا حکم ماننے سے گریز نہ کرنا چاہیے اور کلمہ اسلام پڑھ کر سرخرو ہو جانا چاہیے۔

حواشی

۱۔ فاروقی عمادالحسن آزاد، دنیا کے بڑے مذہب۔ص۲۰۰

۲۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۲۲ص ۷۶

۳۔ کوشل، رام سروپ، پروفیسر، دس گورو، دی پنجاب سکول سپلائی ڈپو لاہور، ۱۹۲۹
ج 1، ص ۱۴۵

۴۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۲۲ص ۷۱

۵۔ گیانی، گیان سنگھ، ''تواریخ گورو خالصہ''، ص ۲۳ مکتبہ وزیر ہند امرتسر ۱۹۱۳

۶۔ گیانی عباداللہ، ''ہمارا نانک'' گورونانک اکیڈمی پاکستان ۱۹۷۲، ص ۸

۷۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج 11، ص ۱۰۷

۸۔ گیانی، گیان سنگھ تواریخ گورو خالصہ، ص ۶۱

9 Gokal Chand Naraing, " Transformation of the Sikhism," Di Raj Di vitthya, 114. Lahore, 1888 .P

۱۰۔ دنیا کے بڑے مذہب، ص، 207

11 Tri Lochan Singh "Guru Nank". Gurdawara Parfandhak Comkittee Delhi, 1969,. P.439.

12 J.N. Farquhar, "Modern Religions Movements. in India". The Macmillan Company, 1915 P., 336.

۱۳۔ تمدن ہند پر اسلامی اثرات، ص ۲۳۸

۱۴۔ دنیا کے بڑے مذہب، ص ۲۰۸

۱۵۔ تمدن ہند پر اسلامی اثرات، ص ۲۷۴

16 Introduction to Sikhism, P. 369

۱۷۔ المسدوسی، احمد عبداللہ، مذاہب عالم مکتبہ خدام ملت کراچی ۱۹۶۴
ص ۲۲۹

18 Dr. Gopal SIngh, Sri Guru Granth Sahib University Press Chandi Girh, India, 1978, v, 1,P.1

۱۹۔ امرتسری، ابوالامان، گورو گرنتھ صاحب اور اسلام، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۶۰، ص ۶

20 Sri Guru Granth Sahib, P.11

21 Ibid, P.18

۲۲۔ گپتا، ہری رام، سکھ دھرم کی پھلواڑی، انڈین پریس الہ آباد ۱۹۳۳، ص ۵۱

23 W. owen cole and Piara Singh, The Sikh and their Religious Beliefs and Practices Routledge and kegen Paul London , 1078, p.20

۲۴۔ پنڈت دیبی پرشاد، تاریخ پنجاب مسمّیٰ بہ گلشن پنجاب مکتبہ فیض منبع نول کشور لکھنو انڈیا
۱۸۷۲، ص ۲۰۷

25 Guru Nank (Gurdawara Parbandhak Comiittee Delhi, 1969. p., 427

26 The sikhs their Religious Beliefs and practices, p. 66.

۲۷۔ پندرہ روزہ پنجاب کرانیکل (پاک نیشنل پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۴ص ۱۰،

۲۸۔ ایضاً ص۔۹

۲۹۔ بالاوالی، جنم ساکھی گرونانک، تاجران کتب لاہور ۱۹۱۱، ص ۴۴،

۳۰۔ تواریخ گوروخالصہ، ص ۷۵

۳۱۔ ایضاً،ص ۷۸

32 The Sikh Religion S. Chand and company 1963 Delhi, 3/36

۳۳۔ تواریخ گوروخالصہ،ص ۸۲

۳۴۔ ایضاً،ص ۷۶۵

۳۵۔ ایضاص ۱۴۴۵

۳۶۔ عباداللہ گیانی،سکھ عہد اسلامی میں،ص ۱۹۲

۳۷۔ تواریخ،گوروخالصہ،ص ۶۰

۳۸۔ مذاہب عالم،ص ۲۲۶

****